Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 **Issue**: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/66

Title:

خانگی اُمور کے اصول وضوابط: سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Principles and regulations of household affairs: A research review in the light of Sirat-e-Tayyaba

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Murad Ahmad
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: ahdmurad1@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0000-0003-2101-3612

Sabira Begum
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
Email: saudkhan43213@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-7307-9845

Muhammad Junaid Khan
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
Email: junaidjaann@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0001-1034-2691

Citation: Murad Ahmad, Sabira Begum, & Muhammad Junaid Khan. (2023). Principles and regulations of household affairs: A research review in the light of Sirat-e-Tayyaba: خانگی اُمور کے اصول وضوابط: سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ. Alorooba Research Journal, 4(2), 37–57. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/66

Published: 2023-04-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad-Pakistan

خانگی اُمور کے اصول وضوابط: سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Principles and regulations of household affairs: A research review in the light of Sirat-e-Tayyaba

Murad Ahmad
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
E-mail: ahdmurad1@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0003-2101-3612

Sabira Begum
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
Email: saudkhan43213@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0004-7307-9845

Muhammad Junaid Khan
PhD Scholar, Islamic Studies
Abdul Wali Khan University Mardan (AWKUM)
Email: junaidjaann@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0001-1034-2691

Abstract

Rasoolullah ﷺ came as a beacon of guidance for the people of the whole world. Every chapter of his virtuous biography is a model of guidance for the seekers and a source of salvation in this world and the hereafter. As a head of family he has given us a bright example which is worthy of imitation for all Ummah. So his domestic life as a husband and head of the family is a worthy of imitation.Studying the virtuous biography of Rasoolullah ﷺ shows that health is a great blessing for which it is ordered to adopt the principles of hygiene so that the members of the family are fit and healthy and perform their duties with a Diligence.a complete schedule for carrying out household chores should be made, and there should head of family to be followed, and along with spending money on the family he should do his best to educate and reform them. All the members of the house should respect each other's rights. A religious environment should be established in the house while avoiding sins.

Keywords: *Rasoolullah ﷺ, Principles, regulations, household, affairs.*

مقدمہ

اجتماعیت کی پہلی سیڑھی اور منزل خاندان اور عائلی نظام ہے۔اس سے آگے معاشرہ اور پھر اس سے آگے ریاست ہے۔ یہ سارے اس اجتماعیت کے مدارج ہیں جس کا نقطہ آغاز خاندان ہے۔ خاندان چونکہ انسانی معاشرے اور انسانی تہذیب وتمدن کا بنیادی پتھر ہے اور اسی پر ریاست ، ملت اور اجتماعیت کے تمام تصورات کی تعمیر ہوتی ہے لہٰذا اگر خاندان کے ادارے کی تعمیر میں کوئی ٹیڑھا پن یا کجی رہ جائے تو ظاہر سی بات ہے کہ پھر وہ کجی آخر تک جائے گی۔ جڑ اور

بنیاد میں ضعف رہ جائے تو یہ ضعف اور کمزوری معاشرے کی تمام سطحوں پر ظاہر ہو گا۔ خاندان کی بنیاد رشتہ ازدواج سے پڑتی ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کا تعلق ایک خاندان کا سنگ بنیاد بنتا ہے، میاں بیوی اور اولاد کے درمیان گھر کے اندر جو معاملات ہوتے ہیں انہیں ہم خانگی اُمور یا اُمورِ خانہ داری سے تعبیر کرتے ہیں۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں خانگی اُمور کے لیے ہم بہترین اصول مرتب کر سکتے ہیں تاکہ خاندان سے خوشیوں کی بنیاد پڑے اور آگے جا کر یہ پورے معاشرے کی امن وسکون، راحت وآرام، فوز وفلاح اور خوشیوں کا سبب بنے۔ سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خانگی اُمور کے اصول وضوابط درج ذیل ہیں:

حفظانِ صحت کے اصول وضوابط

خانگی اُمور کے لیے خاندان کے افراد کا تندرست اور صحت مند ہونا ضروری ہے کیونکہ صحت وعافیت عظیم نعمت ہے۔ صحت مند زندگی ہر انسان کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ اگر صحت نہ ہو تو انسان دولت، عزت، شہرت غرض کسی بھی نعمت سے خوشی حاصل نہیں کر سکتا۔ عبادت کی تکمیل بھی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ بدن انسانی صحت مند نہ رہے۔ اسلامی عبادات میں نماز اور حج ایک صحت مند انسان ہی صحیح طور پر ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح صحت پر ہی انسان کی خوشگوار زندگی کی بنیاد ہوتی ہے۔ صحت مند انسان اپنے لیے بہتر ہوتا ہے، خاندان اور سماج کے لیے بھی مفید ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی پسندیدہ ہوتا ہے۔ اگر انسان تندرست اور صحت مند ہوتا ہے تو وہ امور خانہ داری بھی صحیح طور پر انجام دے سکتا ہے ورنہ تو وہ دوسروں پر بوجھ بن جاتا ہے۔ اس لیے حدیث میں ہے:

"الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ".(١)

"اللہ تعالیٰ کے ہاں قوی مومن، ضعیف مومن کی نسبت زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔"

لیکن اکثر لوگوں کو صحت جیسی عظیم نعمت کی قدر وقیمت معلوم نہیں اس لیے عمومی طور صحت کا خیال نہیں رکھا جاتا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالفَرَاغُ".(٢)

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سارے لوگ کوتاہی کرتے ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت۔"

ایک جگہ ارشاد ہے کہ جس شخص کو چار نعمتیں مل گئیں اسے دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں: ایک شکر کرنے والا دل، دوسرا ذکر کرنے والی زبان، تیسرا مشقت اٹھانے والا بدن اور چوتھا نیک بیوی۔(3)

ایک حدیث میں صحت کی اہمیت واضح کرنے کے لیے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ترغیب کے طور پر ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ".(٤)

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔"

حفظانِ صحت کے اصول وضوابط درج ذیل ہیں:

i. **صفائی وپاکیزگی کے اصول وضوابط:** صحت کے لیے سب سے ضروری چیز صفائی ہے۔ حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

"الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ".(٥)

"صفائی نصف ایمان ہے۔"

صفائی اور پاکی کے بغیر نماز نہیں ہوتا اس لیے فقہ اسلامی میں سب سے پہلے طہارت کا باب پڑھایا جاتا ہے۔ جب انسان پانچ وقت نماز کے لیے وضوء کرتا ہے تو وہ سینکڑوں قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، اس لیے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ".(6)

"اللہ تعالیٰ وضوء کے بغیر نماز قبول نہیں کرتے۔"

ایک حدیث میں وضوء کو نماز کی کنجی بتلایا گیا ہے۔

"مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ".(٧)

"وضوء نماز کی کنجی ہے۔"

روزانہ کے اعتبار سے پانچ مرتبہ وضوء اور کم از کم ہفتہ میں ایک بار رسول اللہ ﷺ نے غسل کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ".(٨)

"ہر مسلمان پر حق بنتا ہے کہ ہفتہ میں کسی ایک دن غسل کر کے اپنے سر اور جسم کو دھولے۔"

رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا حکم دیا جیسا کہ ارشاد ہے:

"بركة الطعام الوضوء قبله، والوضوء بعده".(٩)

"کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔"

اگر صرف اسی حدیث پر عمل کیا جائے تو ہم کئی بیماریوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں کیونکہ ہاتھوں پر طرح طرح کے جراثیم ہوتے ہیں جو دھونے سے صاف ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پاخانہ کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلَّى عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، أَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءُ عَلَيْهَا، أَوْ يُبَالَ فِيهَا"(١٠)

نبی کریم ﷺ نے راستہ میں نماز پڑھنے اور بول و براز کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں اس کو قابل لعن قرار دیا ہے:

"اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَالظِّلِّ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ"(١١)

تم تین لعنت والی چیزوں سے بچو، جہاں لوگ پانی بھرنے کے لیے آتے ہیں، سائے میں اور راستے میں پاخانہ کرنے سے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وہ جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں، بیٹھتے ہوں یا کاروبار کرتے ہوں یا گاڑیاں کھڑی کرتے ہوں وہاں بول و براز ممنوع ہے کیونکہ اس سے بدبو و تعفن پھیلتا ہے، ماحول کی گندگی کا سبب بنتا ہے اور لوگ اس پر لعن طعن کرتے ہیں۔

ii. **مناسب اور کم غذا کے اصول و ضوابط:** صحت کے لیے دوسری ضروری چیز مناسب اور کم غذا کا انتخاب ہے۔ شکم سیر ہو کر کھانا نہ صرف انسان کو موٹاپے کی طرف مائل کر دیتا ہے بلکہ نظام ہضم میں بھی کئی خرابیوں کا باعث بنتا ہے جس سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اور امور خانہ داری سرانجام دینے سے رہ جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کم کھا کر پیٹ میں خالی جگہ رکھنے کی تلقین فرمائی جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

"ما ملأ آدمي وعاء شرا من بطن بحسب ابن آدم أكلات يقمن صلبه، فإن كان لا محالة، فثلث لطعامه وثلث لشرابه وثلث لنفسه" (١٢)

پیٹ کے برتن کے بھرنے سے زیادہ برا اور کوئی برتن نہیں ہے۔ بندے کے لیے چند لقمے کافی ہیں، جس سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ ایک تہائی حصہ کھانا کھائے، ایک تہائی حصہ پانی پیئے اور ایک تہائی حصہ ہوا کے لے چھوڑ دے۔

ایک حدیث میں زیادہ کھانے پر قیامت کے دن سخت وعید کی سزا سنائی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

"عن ابن عمر، قال: تجشأ رجل عند النبي ﷺ، فقال: "كف عنا جشاءك فإن أكثرهم شبعا في الدنيا أطولهم جوعا يوم القيامة"(١٣)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں ایک شخص نے ڈکار مارا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی ڈکار ہم سے دور رکھو اس لیے کہ جو لوگ دنیا میں اکثر پیٹ بھرے رہیں گے، وہ قیامت کے دن اکثر خالی پیٹ رہیں گے۔

حضور ﷺ کا اپنا معمول بھی کم کھانے کا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

"ما شبع رسول الله ﷺ ثلاثة أيام تباعا من خبز بر حتى مضى لسبيله"(14)

نبی کریم ﷺ نے وصال تک تین دن مسلسل کبھی سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی۔"

پانی پینے کے متعلق بھی آپ ﷺ نے ہدایات مرحمت فرمائی ہے اور خود بھی آپ ﷺ کا معمول بیٹھ کر اور تین سانسوں سے پانی پینے کا تھا کیونکہ ایک ہی سانس میں پانی پینے سے سانس کی آمد و رفت بگڑ سکتی ہے اور ایک ہی مرتبہ میں پانی پینے سے اچھو لگنے کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے اگر سانس لے کر ٹھہر جائیں پھر پانی پئیں تو اس کا خطرہ نہیں رہتا، جیسا کہ ذیل کے حدیث میں واضح ہے:

"كان رسول الله ﷺ يتنفس في الشراب ثلاثا، ويقول: إنه أروى وأبرأ وأمرأ" (۱۵)

رسول اللہ ﷺ پانی تین سانسوں میں پیتے اور فرماتے: اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید اور خوشگوار بھی ہے۔

پانی پیتے وقت برتن میں سانس لینے سے اور کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے:

"إن النبي ﷺ نهى أن يتنفس في الإناء"(16)

نبی کریم ﷺ نے پانی کے برتن میں سانس لینے سے منع فرماتے تھے۔

"إن رسول الله ﷺ نهى عن الشرب قائما"(۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرماتے تھے۔

iii. **علاج کے اصول وضوابط:** صحت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن انسان کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ہماری زندگی کے ہر شعبے اور ہر معاملے کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ طب کے شعبے میں بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ بیماری کی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے بروقت علاج کا حکم دیا ہے۔

"يَا عِبَادَ اللهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلاَّ وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، أَوْ قَالَ: دَوَاءً إِلاَّ دَاءً وَاحِدًا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: الهَرَمُ"(۱۸)

"اے اللہ کے بندو! علاج کرا و اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا بھی رکھی ہے۔ سوائے ایک بیماری کے، صحابہ کرام نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بڑھاپا۔"

نظام الاوقات مرتب کرنا

امور خانہ داری کے لیے سب سے ضروری اور بنیادی چیز نظام الاوقات ہے کیونکہ انسان کے پاس سب سے قیمتی سرمایہ یہ زندگی اور وقت ہے جس کے متعلق آج کل عمومی طور پر غفلت برتی جاتی ہے۔امور خانہ داری میں سب سے ضروری چیز ہے کہ وقت کی مینجمنٹ ہے۔ ہم عمومی طور اس سلسلے میں اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط میں مبتلا ہے کیونکہ بہت سارے لوگ ایسے ملیں گے جن کے پاس گھر اور بیوی بچوں کے لیے وقت ہی نہیں ہوتا، سارا دن اور ساری رات کام کاج میں گزار دیتے ہیں اور کئی سارے ایسے بھی ہیں جو سارا سارا دن گھر میں پڑے رہیں گے اور کوئی کام کاج نہیں اس لیے اس زندگی کی اہمیت واضح کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (19)

ایک حدیث میں فراغت کی لمحات کو کارآمد بنانے کے لیے بطور ترغیب ارشاد فرمایا کہ: "دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سارے لوگ کوتاہی کرتے ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت۔"(20)

تاریخ انسانیت میں جتنے لوگ گزرے ہیں اگر ان کی زندگیوں پر غور کریں تو ان کی زندگیاں ادھوری نظر آئیں گے۔ مثال کے طور پر بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں لیکن جب مرے تو لوگوں نے کہا: انہوں نے عوام کے لیے بہت کچھ کیا اور بھی کرنا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفانہ کی یعنی زندگی ادھوری تھی۔ بڑے بڑے جرنیل آئے، دنیا کو فتح کیا۔ مرنے کے بعد لوگوں نے کہا: انہوں نے اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیے، ان کے ارادے اور بھی کام کرنے کے تھے مگر وقت نے اجازت نہ دی اور دنیا سے رخصت ہو گئے یعنی ان کی زندگی ادھوری تھی۔

بڑے بڑے مصنفین آئے۔ انہوں نے بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ مرنے کے بعد ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا گیا: "ان کا ارادہ مزید عنوانات پر بھی لکھنے کا تھا، مگر وقت نے اجازت نہ دی یعنی ان کی زندگی ادھوری تھی۔ آپ جس بندے کے زندگی کو دیکھیں، آپ کو ادھوری نظر آئے گی، نامکمل آئے گی۔ تاریخ انسانیت میں ایک ایسی زندگی ہے کہ جو سو فیصد کامیاب اور سو فیصد مکمل زندگی ہے اور وہ ہے ہمارے آقا اور سردار محمد مصطفی ﷺ کی زندگی، چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کے اجھالے میں، جنگل کے ویرانے میں نہیں بلکہ ایک لاکھ پچیس ہزار لوگوں کے مجمع میں یہ اعلان کیا: اے لوگوں! میں جو مقصد لے کر آیا تھا، کیا میں نے اس مقصد کو پورا کر دیا؟ تو لوگوں نے بیک جواب کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ!

"نشهد أنک قد بلغت، وأديت ونصحت."

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے امانت کو پہنچادیا اور ادا کیا اور نصیحت کر دی۔

اور نبی کریم ﷺ نے انگلی اٹھا کر کہا:

"اللھم فاشھد، اللھم فاشھد"(٢١)

اے اللہ! آپ اس بات پر گواہ رہیے گا، اے اللہ! آپ اس بات پر گواہ رہیے گا۔

گویا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کامل زندگی ہے۔ جس مقصد کے لیے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا کروادیا اور پورا کرنے کی توفیق عطا فرمادی، لہٰذا تاریخ انسانیت میں کامل اور مکمل زندگی فقط نبی کریم ﷺ کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بہترین نظام الاوقات بنایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے یومیہ، ہفتہ وار اور مہینہ کے اعتبار سے کاموں کے لیے نظم و نسق بنایا ہوا تھا۔ روزانہ نظام الاوقات پانچ نمازوں میں تقسیم تھا اور جو کام کرنا ہوتا اسے ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیان کیا جاتا تھا۔ ہفتہ میں آپ ﷺ سوموار اور منگل کو روزہ رکھتے تھے اور بدھ کے دن مدینہ کی عورتوں کو بیان کیا کرتے تھے۔ رات کو تین حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ میں اہل وعیال کو وقت دیتے، دوسرے میں آرام فرماتے اور تیسرے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ دن کو بھی تین حصوں میں تقسیم کیا تھا۔ ایک حصہ میں اپنے صحابہ کی تعلیم و تربیت فرماتے، دوسرے حصہ میں گھر والوں کے ساتھ وقت بتاتے اور تیسرے حصہ میں آنے والے لوگوں اور وفود کو وقت دے کر ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرماتے تھے۔

گھر کا سربراہ اور اس کی اطاعت

ہر اجتماعی نظام کے لیے ضروری ہے کہ اس کا کوئی سربراہ، حاکم یا امیر ہو کہ اختلاف و نزاع اور باہمی کشمکش کے وقت اس کے فیصلے سے کام چل سکے اسی طرح خانہ داری میں ایک سربراہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ خاندان درحقیقت ایک چھوٹی سی ریاست ہے لہٰذا جس طرح ریاست اپنے بقا و قیام کے لیے ایک سربراہ کی محتاج ہوتی ہے، اسی طرح یہ ریاست بھی ایک سربراہ کی محتاج ہے اور یہ سربراہی اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا فرما رکھی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾(٢٢)

مرد عورتوں کے نگران اور حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ نے ایک صنف کو دوسری صنف پر بڑائی دی ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

مفتی شفیع اللہؒ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں مرد کو خاندان کا سربراہ بتلایا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دو وجوہات بھی بیان کی ہیں:

ایک وہبی: جس میں کسی کے عمل کا دخل نہیں۔

دوسری کسبی: جو عمل کا اثر ہے۔

پہلی وجہ یہ ارشاد فرمائی: ﴿بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں خاص حکمت و مصلحت کے تحت ایک کو دوسرے پر بڑائی دی ہے۔ کسی کو افضل اور کسی کو مفضول بنایا ہے جیسے ایک خاص گھر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا بیت اللہ اور قبلہ قرار دیا ہے، بیت المقدس کو خاص فضیلت دے دی، اسی طرح مردوں کی حاکمیت بھی ایک خدداد فضیلت ہے، جس میں مردوں کی سعی و عمل یا عورتوں کی کوتاہی و بے عملی کا کوئی دخل نہیں ہے۔

دوسری وجہ کسبی اور اختیاری ہے کہ مر اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں، مہر ادا کرتے ہیں اور ان کی تمام ضروریات کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ ان دو وجہوں سے مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا۔"(23)

جب خاندان میں مرد کی سربراہی ثابت ہوگئی تو گھر کے دوسرے افراد کے لیے اس کی اطاعت لازمی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي"(٢٤)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

ایک روایت میں ہے:

"إذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحصنت فرجها وأطاعت زوجها قيل لها: ادخلي الجنة من أي أبواب الجنة شئت"(٢٥)

جب کوئی عورت پانچ وقت نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

اہل وعیال پر خرچ، گھر کے سربراہ کی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾(٢٦)

مرد عورتوں کے نگران اور حاکم ہیں، اس لیے کہ اللہ نے ایک صنف کو دوسری صنف پر بڑائی دی ہے
کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں ذیل میں ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ گھر کا سربراہ مرد ہوتا ہے جس کی سربراہی کی ایک وجہ اسی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ عورتوں پر خرچ کرتے ہیں، مہر ادا کرتے ہیں اور ان کی تمام ضروریات کی ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ان دو وجہوں سے مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا گیا۔ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"إن المسلم إذا أنفق على أهله نفقة وهو يحتسبها كانت له صدقة"(٢٧)

جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر کوئی خرچ کرتا ہے اور اس میں ثواب کی نیت ملحوظ ہوتی ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

"أفضل دينار ينفقه الرجل دينار ينفقه على عياله" (٢٨)

انسان کا خرچ کیا ہوا بہترین دینا وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔

بلکہ ایک روایت میں کہ اللہ تعالی کے راستے سے بھی افضل وہی خرچ ہے جو اپنے اہل وعیال پر ہو:

"دينار أنفقته في سبيل الله، ودينار أنفقته في رقبة، ودينار تصدقت به على مسكين، ودينار أنفقته على أهلك، أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك"(٢٩)

"ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی (یا کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی) اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کی تو ثواب کی رُو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کی۔"

عن سعد رضي الله عنه، قال:"كان النبي ﷺ يعودني وأنا مريض بمكة، فقلت: لي مال أوصي بمالي كله؟ قال: لا، قلت: فالشطر، قال: لا، قلت: فالثلث، قال: الثلث والثلث كثير أن تدع ورثتك أغنياء خير من أن تدعهم عالة يتكففون الناس في أيديهم ومهما أنفقت، فهو لك صدقة حتى اللقمة ترفعها في فيّ امرأتك ولعل الله يرفعك ينتفع بك ناس ويضر بك آخرون"(٣٠)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

میں مکہ میں تھا کہ میری بیماری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: میرے پاس مال ہے، (تو کیا) میں اپنے سارے مال کی وصیت (اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالنے کی) کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: نصف مال کی؟ فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پس تیسرے حصہ کی کردوں؟ فرمایا: ہاں تیسرے حصہ کی۔اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔اس سے کہ آپ اپنے ورثاء کو مالدار حیثیت میں چھوڑ کر جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں فقیر کر جائیں اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔جہاں بھی تو (اپنامال) خرچ کرے گا تو وہ تیرے لیے صدقہ ہوگا حتیٰ کہ وہ لقمہ بھی جو تو اپنی بیوی کو کھلاتا ہے۔ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے کچھ لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں اور کچھ لوگوں کو آپ کے ذریعے نقصان پہنچے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا دوسرے مسکینوں پر خرچ کرنے اور دوسرے مصارف میں خرچ کرنے سے افضل ہے لہٰذا گھر کے سربراہ کو چاہئے کہ وہ اپنے اہل وعیال پر فراخی کے ساتھ بھرپور خرچ کرے کیونکہ خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا جیسا کہ ذیل کے حدیث سے واضح ہے:

"ما من يوم يصبح العباد فيه إلا ملكان ينزلان فيقول أحدهما: اللهم أعط منفقا خلفا، ويقول الآخر: اللهم أعط ممسكا تلفا"(٣١)

بندے جب بھی صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور زیادہ عطا فرما اور اس کا نعم البلد دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کو اور کم عطا کر اور باقی ماندہ کو ضائع کردے۔

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی اور اسے کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں تو اس نے میرے پاس سوائے کھجور کے اور کچھ بھی نہ پایا تو میں نے وہی ایک کھجور اسے دے دی تو اس نے وہ کھجور دو حصوں میں تقسیم کرکے اپنی دونوں بچیوں کو دے دی اور خود کچھ بھی نہ کھایا اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔اس کے بعد نبی ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ ماجرا سنایا تو نبی ﷺ فرمانے لگے:

"من ابتلي من هذه البنات بشيء كن له سترا من النار"(٣٢)

ان لڑکیوں کے بارہ میں جسے بھی آزمائش میں ڈالا جائے تو وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اچھی تربیت کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گی۔

ایک حدیث میں مکمل تفصیل کے ساتھ گھر کے سربراہ کے ذمہ جو خرچ لازم اس کی وضاحت آئی ہے:

"میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے پاس مقید ہیں، تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہو۔اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں میں علیحدہ چھوڑ دو (اگر نہ مانیں تو) انہیں ہلکی مار مارو، پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔تمہارے عورتوں پر اور عورتوں کے تمہارے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو تمہارے ناپسندیدہ لوگوں سے پامال نہ کرائیں اور ایسے

لوگوں کو تمہارے گھروں میں نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ تمہارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ ان سے بھلائی کرو، عمدہ لباس اور اچھی غذا دو۔"(33)

خواتین کی اصلاح و تعلیم

قوموں کو اس وقت عروج حاصل ہوتا ہے جب علم میں ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ علم کی قدر و منزلت کی وجہ سے حضور ﷺ نے مسلمانوں کو علم کی طرف راغب کیا اور آنحضور ﷺ کے کئی اِرشادات ہیں جن سے علم کی اہمیت روزِ روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے اور چونکہ یہ گھر کے سربراہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کی اصلاح و تعلیم کی فکر کریں جیسا کہ ارشاد ہے:

"أحبُّ العبادِ إلى اللهِ: أنفعهم لعياله" (٣٤)

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب بندہ وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہو۔

اس سے مراد وہ انسان ہے جو اپنے گھر والوں کو دین کی تعلیم دے اور شریعت مطہرہ کے مطابق ان کی تربیت کر کے ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"(٣٥)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مسلمان پر حصولِ علم فرض قرار دیا تاکہ ایک مسلم دنیا کے رائج علوم میں ماہر ہو کر اپنی دنیوی اور اُخروی ہر زندگی کو آسان بنا سکے اور اپنے ملک اور قوم کی فلاح و کامیابی کے متعلق سوچے۔ اللہ تعالیٰ علم حاصل کرنے پر مسلمانوں کی حوصلہ افزائی یوں فرماتا ہے۔

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾(٣٦)

حقیقت یہ ہے کہ بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

سیدنا صفوان بن عسال مرادی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًى بِمَا يَصْنَعُ"(٣٧)

بے شک علم حاصل کرنے والے کے لیے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس چیز سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہے۔

اصحاب صفہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا تعلق بھی علم و عمل کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں دو مجالس میں سے علم کی مجلس کو آپ ﷺ کا پسند کرنا بھی اہمیت علم کو واضح کرتا ہے۔ علم والی مجلس اور ذکر والی مجلس دونوں کی تعریف فرمائی لیکن خود علم والی مجلس میں تشریف رکھ لی۔ حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

"علم حاصل کرو اور اس کے لیے سکون و وقار بھی سیکھو اور جن سے تعلیم حاصل کرتے ہو ان کا احترام کرو اور متکبر عالموں میں سے نہ بن جاؤ۔"(38)

اپنے اہل و عیال کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(٣٩)

اس آیت کی تفسیر، میں امام قتادہ فرماتے ہیں:

"گھر کے افراد پر یہ فرائضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کو اطاعت الٰہی کا حکم دے، ان کی معصیت و نافرمانی سے روکے، کار خیر کے کرنے میں ان کی مدد کرے، معصیت اور کار بد پر سخت پکڑ اور زجر و توبیخ کرے۔"(40)

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وہ انہیں تعلیم دے اور انہیں مؤدب بنائے۔"(41)

امام طبری فرماتے ہیں:

"ہمارے اوپر اپنی اولاد اور گھر والوں کو دین و خیر اور ادب و اخلاق کی تعلیم دینا واجب ہے۔"(42)

گھر کے کام خود کرنا

نبی کریم ﷺ کی تواضع وانکساری کی ایک جھلک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے کام میں اہل خانہ کی خدمت کرتے تھے جیسا کہ ذیل کی روایت میں ہے:

"سُئِلَتْ عائشةُ ما كانَ النبيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بيتِهِ؟، قالَتْ: كانَ يَكونُ فِي مِهنَةِ أهلِهِ يَعني: خِدمَة أهلِهِ فإذا حَضرَتِ الصلاةُ خَرَجَ إلى الصلاةِ." (٤٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔"

ایک روایت میں ہے:

"عن عائشة أنها سُئلتْ ما كان رسول الله ﷺ يَعْمل في بيته؟ قالت: كان بشرًا مِن البشر يَفْلي ثوبَه، ويَحْلِب شاتَه، ويَخْدِم نفْسَ"(٤٤)

عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تے؟ توانہوں نے فرمایا: آپ ایک عام انسان کی طرح رہتے۔ اپنے کپڑوں سے پسو اور چچڑی وغیرہ نکالتے، اپنی بکری دوہتے اوراپنے کام خود کرتے تھے۔

مردوں عورتوں کے باہمی حقوق

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ گھر ایک چھوٹی ریاست کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مرد گھر کا سربراہ اور باقی افراد رعایا کے مانند ہیں، اب اگر اس مملکت جانبین اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور حتی الوسع ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانے تو اس سے اس خاندان کو پائیداری بھی حاصل ہوتی ہے اور گھر میں امن وامان اور سکون قلب بھی میسر ہوتی ہے۔

گھر کے خوشگوار اور پر مسرت زندگی کا راز اسی میں پنہا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں، آپ میں ایک دوسرے کے ساتھ خوش خلقی کا معاملہ کریں، آپس میں نرم اور شیریں زبان استعمال کریں، اگر کوئی ناگواری پیش آئے تو صبر اور برداشت سے کام لیں۔ ایک دوسرے کے حقوق میں اعتدال اور میانہ روی سے کام لیں نہ یہ کہ تمام ذمہ داریاں بیوی پر ڈال دی جائے اور نہ یہ کہ بیوی اپنے ضرورت مند شوہر یا ساس، سسر کی خدمت سے بھی دامن کش ہو جائے۔ کسی بھی گھر میں اکثر خارجی امور گھر کے سربراہ کے ذمہ ہوتی ہیں اور داخلی امور عورتوں کے حصہ میں آتی ہیں۔ اگر گھر کے اندران امور میں گڑبڑ پیدا ہو یا باہر سے کو اس چھوٹی سی مملکت میں دخل اندازی کریں تو یہ مملکت جلد ہی زوال پذیر ہوتی ہے اور اس پر دشمن مسلط ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

> ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو عالم میں فساد کرنے بھیجتا ہے۔ سو اس سے مرتبہ میں زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو بڑا فساد ڈالے۔ کوئی شیطان ان میں سے آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی) تو شیطان کہتا ہے: تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر کوئی آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ جدائی کرادی اس میں اور اس کی بیوی میں تو اس کو اپنے پاس کر لیتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے۔ اعمش نے کہا: اس کو چمٹا لیتا ہے۔(45)

اسی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد ان کے کاموں کی تقسیم اس طرح فرمائی تھی کہ باہر کے کام اور ذمہ داریاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ انجام دیں گے اور گھر کے کام اور ذمہ داریاں سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سپرد ہو گی۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے میاں بیوی کے آپس کے حقوق کو بہترین پیرایہ میں بیان فرمایا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

"میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے پاس مقید ہیں، تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں میں علیحدہ چھوڑ دو (اگر نہ مانیں تو) انہیں ہلکی مار مارو، پس اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے خلاف کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ تمہارے عورتوں پر اور عورتوں کے تمہارے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر و کو تمہارے ناپسندیدہ لوگوں سے پامال نہ کرائیں اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھروں میں نہ آنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ تمہارے ذمہ ان کا حق یہ ہے کہ ان سے بھلائی کرو، عمدہ لباس اور اچھی غذا دو۔"(46)

ایک حدیث میں شوہر کی عظمت واہمیت اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے متعلق ارشاد ہے:

"لما قدم معاذ من الشام سجد للنبي ﷺ قال ما هذا يا معاذ قال أتيت الشام فوافقتهم يسجدون لأساقفتهم وبطارقتهم فوددت في نفسي أن نفعل ذلك بك فقال رسول الله ﷺ فلا تفعلوا فإني لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لغير الله لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها والذي نفس محمد بيده لا تؤدي المرأة حق ربها حتى تؤدي حق زوجها ولو سألها نفسها وهي على قتب لم تمنعه"(٤٧)

جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا جس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں شام گیا تھا۔ وہاں جاکر دیکھا کہ وہ لوگ اپنے کمانڈروں اور جرنیلوں کو سجدہ کیا کرتے ہیں تو میرے دل میں یہ خواہش امنڈ آئی کہ میں آپ کے سامنے بھی اس طرح کروں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اسی طرح نہ کرو، اگر غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کی کسی کو اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتا جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ اگر شوہر اس سے مطالبہ کرے اور وہ کجاوہ میں ہو تب بھی منع نہ کرے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا اور مقدم حق اپنے شوہر کا ہے، اس کے مقابلے میں مرد پر بھی بیوی کے حقوق ہیں جس کے متعلق شوہر کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کریں بلکہ سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق اپنی بیوی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

قال رسول الله ﷺ: "أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم خياركم لنسائهم"(٤٨)

سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔

قال رسول الله ﷺ: "إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان لعنتها الملائكة حتى تصبح"(٤٩)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب آدمی اپنی بیوی کو بستر ے میں بلائے اور وہ انکار کر دے جس سے شوہر ناراضگی کی حالت میں رات گزار دے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت کرتی رہتی ہیں۔

گھر میں دینی ماحول، گھر کے سربراہ کی ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں گھر میں دینداری کا ماحول پیدا کرنا گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾(٥٠)

اے ایمان والوں! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"(٥١)

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا پھر جو کوئی بادشاہ ہے وہ لوگوں کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال ہو گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی نگہبان ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس

کے متعلق سوال ہو گا۔ غرض یہ کہ تم میں سے ہر ایک شخص نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہو گا۔

راعی چراوہے کو کہتے ہیں۔ چرواہے کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی بکریوں اور بھیڑوں کو اچھی چراگاہ میں لے کے جائے کہ وہ اچھی غذا کھا سکیں، انہیں اچھے چشمے پر لے جائے جہاں پر پینے کا صاف پانی میسر ہو اور انہیں موسمی اثرات اور دشمن یعنی بھیڑئے سے بچائے، بالکل اسی طرح گھر کے سربراہ کی بھی یہی ذمہ داری ہے کہ ضروریات زندگی مہیا کرے یعنی خوراک، لباس، رہائش، تعلیم وغیرہ اور اس کے ساتھ اپنی اولاد کو شیطان سے بچانا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ کا معمول رمضان کے اخیر عشرہ میں درج ذیل ہوتا تھا:

"كان رسول الله ﷺ إذا دخل العشر، أحيا الليل، وأيقظ أهله، وجدّ وشدّ المئزر"(٥٢)

جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو جاگتے، کمر باندھ دیتے اور اپنے گھر والوں جگاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ رمضان کی ایک رات میں رسول اللہ ﷺ عبادت کر رہے تھے کہ اچانک فرمایا:

دیکھو اللہ تعالیٰ کی کتنی انوار و برکات نازل ہو رہی ہیں، کوئی جا کر ان حجرے والیوں کو بھی جگائے کہ اللہ تعالیٰ کی بندیو! اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بانٹی جا رہی ہیں، اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی ان رحمتوں اور برکتوں سے اپنا حصہ وصول کرو۔(53)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صلوا في بيوتكم ولاتجعلوها قبورا"(٥٤)

اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

جس گھر میں عبادت نہیں ہوتی وہ در حقیقت روحانی طور پر مردہ انسانوں کا گھر ہے۔ آباد گھر وہ ہوتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو۔ گھر میں نماز پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رحمت کے فرشتے آتے ہیں جس سے گھر میں برکت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اگر گھروں میں اعمال اور عبادات نہیں ہوں گے تو کسی چیز میں برکت نہ ہو گی اور روزانہ جادو ٹونہ کی شکایت لگی رہے گی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر گھر میں صفائی ہو، باغیچہ ہو، ہر طرف پھول ہی پھول ہو تو گھر میں خوشبوئیں ہوں گی اور تتلیاں اور بلبلیں آئیں گی لیکن اس کی بجائے اگر گھر میں گندگی کا ماحول ہو تو اس میں کیڑے مکوڑے اور اس ہر مکھیاں اور مچھر آئیں گے اور اس سے تعفن اور بدبو پیدا ہو گی۔ اسی طرح اگر ہمارے گھروں میں نماز، ذکر واذکار اور تلاوت کا ماحول ہو گا تو اللہ جل شانہ کی رحمت کے فرشتے آئیں گے، برکات نازل ہوں گی لیکن اگر گھر میں اعمال وعبادات نہ ہو تو شیاطین کا بسیرا ہو گا جس سے گھروں میں پریشانیاں پیدا ہوں گی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

گھروں میں نماز پڑھا کرو جس سے رحمت کے فرشتے آئیں گے پھر وہاں پر شیاطین کا داخلہ ممنوع ہو جاتا ہے۔

اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ: جب گھر میں نماز کا ماحول ہو گا تو پھر گھر کے بچوں اور دوسرے افراد کو نماز کے لیے کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ وہ خود اس ماحول سے متاثر ہو کر نماز کے پابند بنیں گے کیونکہ بچے ماحول کے اثرات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور اپنے بچوں کو نماز کا پابند کرانا بھی گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"مُرُوا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عَشْر، وفرقوا بينهم في المضاجع"(۵۵)

جب بچے سات کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائے تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو اور ان کے بستر ے الگ کر دو۔

ممنوعہ چیزوں کو ہٹانا، گھر کے سربراہ کی ذمہ داری

جس طرح گھر میں دینی ماحول اور فضا قائم کرنا گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے اسی طرح وہ تمام چیزیں جسے شریعت نے حرام و ممنوع قرار دیا ہے ان چیزوں کو گھروں سے ہٹانا بھی سربراہ کی ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ ذیل کے حدیث میں مذکور ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ. فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ. فَعَرَفْتُ، أَوْ فَعُرِفَتْ، فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. فَمَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟) فَقَالَتْ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ. تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ. وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ:إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصور لا تدخله الملائكة"(۵٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ چھوٹا کمبل خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے اثرات دیکھے اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں، مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ فرمایا: یہ چھوٹا تکیہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے اسے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان تصویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہو گا۔ انہیں کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے اسے زندہ کرو۔

ایک حدیث میں ہے:

"إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ، أَوْ صُورَةٌ"(٥٧)

جس گھر میں مجسمے یا تصاویر ہو تو وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

سنت دعاؤں کا اہتمام

انسان کو ہر وقت کوئی نہ کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے، اچھے حالات بھی آتے ہیں اور برے حالات سے سامنا ہوتا ہے، خوشیاں بھی نصیب ہوتی ہیں اور غم سے بھی دوچار ہونا پڑتا، خصوصا امور خانہ داری میں بہت ساری باتیں پیش آتی ہیں۔ احادیث میں مختلف حالات اور مواقع کے لیے دعا کرنے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے، کس وقت کونسی دعا مانگنی چاہئے؟ اور کیسے مانگنا چاہیے، یہ ساری چیزیں اللہ تعالی کے نبی ہمیں سکھائی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی دعائیں غیر معمولی تاثیر بھی رکھتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے امور خانہ داری کے متعلق جو دعائیں سکھائی ہیں یہاں پر ہم صرف ان دعاؤں کو ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ گھر میں داخل ہوتے وقت جو انسان سلام کرتا تو اس سے گھر میں برکات نازل ہوتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

"يا بُنَيَّ إذا دَخَلْتَ على أهلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكةً عليكَ وعلى أهلِ بَيتِكَ"(٥٨)

اے بیٹا! گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کیا کرو، اس سے تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکتیں نازل ہوں گی۔

اسی طرح جب انسان گھر میں بغیر بسم اللہ کہے داخل ہو جاتا ہے تو شیطان ساتھ میں داخل ہو جاتا ہے اور جب بغیر بسم اللہ کہے کھانا شروع کر دیتا ہے تو شیطان ساتھ کھانے لگتا ہے، جس سے پھر پریشانی اور تنگی ہوتی ہے اس لیے ہمیں ان مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے:

جب آدمی اپنے گھر میں جاتا ہے، اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالی کا نام لیتا ہے، تو شیطان (اپنے رفیقوں اور تابعداروں سے) کہتا ہے کہ نہ تمہارے یہاں رہنے کا ٹھکانہ ہے، نہ کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالی کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رہنے کا ٹھکانہ تو مل گیا اور جب کھاتے وقت بھی اللہ تعالی کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے کہ تمہارے رہنے کا ٹھکانہ بھی ہوا اور کھانا بھی ملا۔(59)

اسی طرح کھانا اور پانی شروع کرنے سے پہلے بھی دعاؤں کا اہتمام کرنے کی نبی کریم ﷺ نے ترغیب دی ہے کیونکہ ان دعاؤں کے اہتمام سے شیطان سے حفاظت ہوتی اور گھر بار میں برکت ہوتی ہے جیسا کہ سیدنا حذیفہؓ کہتے ہیں کہ: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو اپنے ہاتھ نہ ڈالتے جب تک آپ ﷺ شروع نہ کرتے اور ہاتھ

نہ ڈالتے۔ ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانے پر موجود تھے اور ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے کوئی اس کو ہانک رہا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک دیہاتی دوڑتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر فرمایا:

> شیطان اس کھانے پر قدرت پالیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اور وہ ایک لڑکی کو اس کھانے پر قدرت حاصل کرنے کو لایا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر اس دیہاتی کو اسی غرض سے لایا تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، شیطان کا ہاتھ اس لڑکی ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا۔[(60)]

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ کی حیثیت دے رکھی ہے۔ آپ ساری دنیا والوں کے لیے مشعلِ ہدایت بن تشریف لائے تھے۔ آپ کی سیرتِ طیّبہ کا ہر رُخ ایسا ہے جو ہدایت کے متلاشی کے لیے ہدایت کا نمونہ اور دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ سربراہِ خاندان کی حیثیت سے آپ نے جو اسوہ حسنہ امت کے لے پیش کیا وہ سیرتِ طیّبہ کا روشن باب ہے۔ آپ کی خانگی زندگی بہ حیثیت شوہر اور سربراہ خاندان روشن مثال اور لائق تقلید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحت ایک عظیم نعمت ہے جس کے لیے حفظانِ صحت کے اصولوں کو اپنانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ خاندان کے افراد تندرست اور صحت مند ہو اور اپنے فرائض تندہی سے انجام دیں۔ امور خانہ داری کو سرانجام دینے کے نظام الاوقات مقرر ہو۔ گھر کا ایک سربراہ ہو جس کی اطاعت کی جائے اور وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کے ساتھ ان کی اصلاح و تعلیم کا بندبست بھی کریں۔ گھر کے تمام افراد ایک دوسرے کی حقوق کی پاسداری کریں۔ گناہوں سے بچتے ہوئے گھر میں دینی ماحول قائم کیا جائے تاکہ دنیوی امور کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اخروی کامیابی سے بھی ہمکنار ہو۔

(*References*)

(١) القشيرى، مسلم بن الحجاج: صحيح مسلم، كتاب القدر، دار إحياء التراث العربي – بيروت، رقم الحديث: ٦٧٧٤.

(٢) أبوعيسى، محمد بن عيسى: سنن الترمذي، أبواب الزهد، دار الغرب الإسلامي – بيروت، ١٩٩٨م، رقم الحديث: ٢٣٠٤.

(٣) البيهقي، أبو بكر أحمد بن حسن، شعب الإيمان: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، رياض، ٢٠٠٣ م، رقم الحديث: ٤٤٢٩.

(٤) النسائي، أحمد بن شعيب، السنن الكبرى، كتاب المواعظ، مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، ط/ ٢، ١٩٨٦م، رقم الحديث: ١١٨٣٢.

(٥) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، رقم الحديث: ٢٢٣.

(٦) ابن ماجه، محمد بن يزيد: سنن ابن ماجه، أبواب الطهارة وسننها، دار إحياء الكتب العربية، رقم الحديث: ٢٧٤.

(٧) المصدر نفسه، باب مفتاح الصلاة بغير طهور، حديث: ٢٧٤.

(٨) البخاري، محمد بن إسماعيل: صحيح البخاري، كتاب الجمعة، دار طوق النجاة، ط/ ٢، ١٤٢٢هـ، رقم الحديث: ٨٩٦.

(٩) سنن الترمذي، كتاب الأطعمة، رقم الحديث: ١٨١٤.

(١٠) سنن ابن ماجه، أبواب الطهارة وسننها، رقم الحديث: ٣٣٠.

(١١) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٣٢٨.

(١٢) سنن الترمذي، أبواب الزهد، رقم الحديث: ٢٣٨٠.

(١٣) المصدر نفسه، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب منه، رقم الحديث: ٢٤٧٨.

(١٤) صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم الحديث: ٧٤٤٤.

(١٥) المصدر نفسه، كتاب الأشربة، رقم الحديث: ٥٢٨٧.

(١٦) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٥٢٨٥.

(١٧) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٥٢٧٨.

(١٨) سنن الترمذي، أبواب الطب، رقم الحديث: ٢٠٣٨.

(١٩) النسائي: السنن الكبرى، كتاب المواعظ، رقم الحديث: ١١٨٣٢.

(٢٠) سنن الترمذي، أبواب الزهد، رقم الحديث: ٢٣٠٤.

(٢١) صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم الحديث: ٣٠٠٩.

(٢٢) سورة النساء: ٦٤:٤.

(٢٣) عثماني، مفتي محمد شفيع: معارف القرآن، ***ادارة المعارف، کراچی***، ج: ٢، ص: ٣٩٦.

(٢٤) صحيح مسلم، باب وجوب طاعة الأمراء، رقم الحديث: ١٨٣٥.

(٢٥) السيوطي، جلال الدين عبد الرحمٰن، الجامع الصغير وزيادته، رقم الحديث: ٦٦٢.

(٢٦) سورة النساء، ٦٤:٤.

(٢٧) صحيح مسلم، كتاب الزكاة، رقم الحديث: ٢٣٢٢.

(٢٨) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٢٣١٠.

(٢٩) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٢٣١١.

(٣٠) صحيح البخاري، كتاب النفقات، رقم الحديث: ٥٣٥٤.

(٣١) المصدر نفسه، كتاب الزكاة، باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى..، رقم الحديث: ١٤٤٢.

(٣٢) المصدر نفسه، كتاب الزكاة، باب اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، رقم الحديث: ١٤١٨.

(٣٣) سنن الترمذي، كتاب الرضاع، رقم الحديث: ١١٦٣.

(٣٤) صحيح البخاري، كتاب النفقات، رقم الحديث: ٥٣٥١.

(٣٥) سنن ابن ماجه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحديث: ٢٢٤.

(٣٦) سورة فاطر: ٢٨:٣٥.

(٣٧) الحاكم، محمد بن عبد الله النيسابوري: المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية - بيروت، ط/ ١، ١٩٩٠م، رقم الحديث: ٣٤١.

(٣٨) ابن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، دار الفكر - بيروت، ج: ١، ص: ١٥١.

(٣٩) سورة التحريم: ٦:٦٦.

(٤٠) الطبري، محمد بن جرير، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، مؤسسة الرسالة - بيروت، ٢٠٠٠م، ج: ٢٨، ص: ١٦٦.

(٤١) ابن الجوزي، جمال الدين، عبد الرحمن بن علي، زاد المسير في علم التفسير، دار الكتاب العربي - بيروت، ١٤٢٢هـ، ج: ٨، ص:٣١٢.

(٤٢) جامع البيان عن تأويل آي القرآن، ج: ٢٨، ص: ١٦٦.

(٤٣) صحيح البخاري، كتاب الجماعة والإمامة، رقم الحديث: ٦٤٤.

(٤٤) الألباني، محمد ناصر الدين: صحيح الجامع الصغير وزيادته، رقم الحديث: ٤٩٩٦.

(٤٥) صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، رقم الحديث: ٧١٠٦.

(٤٦) سنن الترمذي، كتاب الرضاع، رقم الحديث: ١١٦٣.

(٤٧) سنن ابن ماجه، أبواب النكاح، رقم الحديث: ١٨٥٣.

(٤٨) سنن الترمذي، كتاب الرضاع، رقم الحديث: ١١٦٢.

(٤٩) صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، رقم الحديث: ٣٢٣٧.

(٥٠) سورة التحريم، ٦٦:٦.

(٥١) صحيح مسلم، باب كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته، رقم الحديث: ١٢٠١.

(٥٢) المصدر نفسه، كتاب الاعتكاف، رقم الحديث: ٢٧٨٧.

(٥٣) صحيح البخاري، كتاب العلم، رقم الحديث: ١١٥.

(٥٤) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، رقم الحديث: ١٨٢١.

(٥٥) سنن أبي داود، كتاب الصلاة، رقم الحديث: ٤٩٥.

(٥٦) صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، رقم الحديث: ٢١٠٧.

(٥٧) صحيح ابن حبان، ذكر نفي دخول الملائكة البيت الذي فيه الصور، رقم الحديث: ٢٨٣٩.

(٥٨) سنن الترمذي، أبواب الاستئذان والآداب، رقم الحديث: ٢٦٩٨.

(٥٩) صحيح مسلم، كتاب الأشربة، رقم الحديث: ٢٠١٨.

(٦٠) المصدر نفسه، رقم الحديث: ٢٠١٧.

Transliteration

- *Ālqurān Al-Karīm.*
- *Al-Bukhārī, Muḥamad Ibn Ismāʿīl: Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī (Āljāmeʿ Al-Musnad Al-Ṣaḥīḥ Al-Mukhtaṣar Men Umūr Rasūl Allāh Ṣalla Allāhu ʿalaīh Ūa Sallam Ūa Sunanehe Ū'ayāmeh).*
- *Ibn ʿabd Al-Bar, Īūsuf Ibn ʿabd Allāh An-Namrī: Jāmeʿ Bīān Al-ʿelm Ūa Faḍleh.*
- *Al-Termedhī, Muḥamad Ibn ʿīsa: Sunan At-Termedhī.*
- *Ālqushaīrī, Muslem Ibn Al-Ḥajāj: Ṣaḥīḥ Muslem.*
- *Al-Baīhqī, Abū Bakr Aḥmad Ibn Ḥasan: Shuaʿb Al-Īmān.*
- *Al-Nnasā'ī, Aḥmad Ibn Shuaʿīb: As-Sunan Al-Kabir.*
- *Ibn Mājah, Muḥamad Ibn Īzīd: Sunan Ibn Mājah.*
- *ʿuthmānī, Muftī Muḥamad Shafīʿ: Maʿāref Al-Qurān.*
- *Al-Sīūṭī, Jalāl Ad-Dīn ʿabd Ar-Raḥmān: Al-Jāmeʿ Al-Ṣaghīr Ūa Zīādatuh.*
- *Al-Ḥākem, Muḥamad Ibn ʿabd Allāh An-Naīsābūrī: Al-Mustadrak ʿala Al-Ṣaḥīḥaīn.*
- *Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar Muḥamad Ibn Jarīr: Jāmeʿ Al-Bīān An Ta'awyl Ai Al-Qurān.*
- *Ibn Al-Jaūzī, Jamāl Ad-Dīn: Zād Al-Masīr Fī ʿelm At-Tafsīr.*
- *Al-Albānī, Muḥamad Nāṣer Ad-Dīn: Ṣaḥīḥ Al-Jāmeʿ Al-Ṣaghīr Ūa Zīādatuh.*
- *Abū Dāūd, Sulaīmān Ibn Al-Ashaʿth As-Sejestānī: Sunan Abī Dāūd.*
- *Ibn Ḥebān, Abū Ḥātem Muḥamad Ibn Ḥebān Al-Bustī: Ṣaḥīḥ Ibn Ḥebān.*